AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی: ایک تاریخی وتنقیدی مطالعہ

The Marital Life of Sayyid Ali bin Uthman al-Hujwiri (Dātā Ganj Bakhsh): A Historical and Critical Study

Dr. Hafiz Khalil Ahmad Qadri
PhD in Islamic Studies, College of Shariah & Islamic Sciences, Minhaj University, Lahore,
Islamic Scholar and Educator, Teaching Dars-e-Niẓāmī syllabus at Jamia Hajveria since 1998
docterkhalilahmed@gmail.com

Abstract

This research paper investigates the often-overlooked aspect of the personal life of Sayyid Ali bin Uthman al-Hujwiri, popularly known as Dātā Ganj Bakhsh, with a specific focus on his marital life. As one of the most revered Sufi saints of the Indian subcontinent and the author of the seminal work Kashf al-Maḥjūb, al-Hujwiri's spiritual contributions have been widely studied; however, his private and domestic life, particularly issues surrounding his marriage, remain a subject of ambiguity, controversy, and in some cases, misrepresentation. This paper aims to critically evaluate the historical narratives, textual references, and modern scholarly opinions concerning his marital status and the objections raised against it by various critics. Drawing from primary sources such as Kashf al-Maḥjūb and early biographical accounts, as well as secondary academic literature, this study explores whether al-Hujwiri was ever married, and if so, what implications this has on the understanding of his spiritual doctrine, social engagement, and personal character. The paper further analyzes the objections made by skeptics, particularly modern critics who attempt to portray contradictions between his Sufi ideals and his purported domestic experiences. Through a methodical critique, the researches establish that many objections lack solid historical evidence and are often based on speculative or orientalist assumptions. The study concludes that the question of al-Hujwiri's marital life, while not central to his Sufi message, has been unfairly problematized in some modern narratives. The paper affirms that any discussion of his personal life must be approached through rigorous historical methodology, respect for traditional sources, and contextual awareness of the time in which he lived. In doing so, this research not only contributes to the field of Sufi studies but also emphasizes the need to responsibly separate hagiographical reverence from factual inquiry in the study of Islamic historical figures.

Keywords: Sayyid Ali bin Uthman al-Hujwiri, Dātā Ganj Bakhsh, marital life, Kashf al-Maḥjūb, Sufi studies

تمہید

برصغیر پاک وہند کی صوفیانہ روایت میں حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، کو ایک مرکزی اور بلند پایہ مقام حاصل ہے۔ آپ کی علمی، روحانی اور دعوتی خدمات نے نہ صرف اسلامی تعلیمات کو عام کیا بلکہ ایک ایسی روحانی فضا قائم کی جس نے صدیوں تک دلوں کو تسخیر کیے رکھا۔ آپ کی کتاب کشف المحجوب کو فارسی زبان میں عوام اور سالکین کیلئے تصوف کا انسائیکلوپیڈیا شمار کیا جاتا ہے، جس میں معرفت، سلوک، زہد، توکل اور صوفیانہ زندگی کے دیگر پہلوؤں کو علمی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ تاہم، جہاں داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وروحانی خدمات کو سراہا گیا ہے، وہیں بعض حلقوں کی جانب سے آپ کی نجی اور خانگی زندگی، بالخصوص ازدواجی معاملات پر اعتراضات بھی سامنے آئے ہیں۔ یہ اعتراضات بعض جدید تنقیدی رجحانات، غیر مستند اقوال، یا ادھورے تاریخی سیاق وسباق کی بنیاد پر اٹھائے گئے ہیں، جن میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے آپ کی ازدواجی زندگی تضاد کا شکار تھی یا اس پہلو کو صوفی روایت میں غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کیا گیا۔ ان اعتراضات میں بعض اوقات ذاتی کردار پر بھی سوالات اٹھائے گئے، جو نہ صرف ناقابلِ فہم ہیں بلکہ سنی تاریخی روایت سے متصادم بھی ہیں۔ اس تحقیق کا محرک یہی علمی خلا اور اعتراضات کی غیر منصفانہ بازگشت ہے۔ اس آرٹیکل میں کوشش کی گئی ہے کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی سے متعلق موجودہ تاریخی وادبی مواد کو جمع کرکے غیر جانب دارانہ

اور تحقیقی انداز میں اس کا تجزیہ کیا جائے۔ کشف المحجوب اور دیگر معتبر تاریخی و سوانحی مصادر کی روشنی میں یہ جانچنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آیا آپ واقعی شادی شدہ تھے؟ اگر تھے تو اس کا صوفیانہ مزاج، دعوتی اسلوب اور روحانی کردار پر کیا اثر پڑا؟ اور کیا ان اعتراضات کی کوئی ٹھوس تاریخی بنیاد موجود ہے؟ یہ مطالعہ نہ صرف اس موضوع کی تاریخی گہرائی کو واضح کرتا ہے بلکہ اس ضرورت کو بھی اجاگر کرتا ہے کہ ہمارے مذہبی و روحانی بزرگوں کی شخصیات کا جائزہ علمی دیانت، تاریخی احتیاط، اور ثقافتی حساسیت کے ساتھ لیا جائے۔ اس تحقیق کا مقصد سادہ دفاع نہیں، بلکہ علمی تجزیہ اور تنقیدی تحقیق کے ذریعے ایک متوازن فہم کو فروغ دینا ہے، تاکہ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی شخصیت کا ایک نسبتاً غیر معروف پہلو بھی علمی دنیا کے سامنے تحقیق کے معیار کے ساتھ پیش کیا جا سکے۔

تعارف

اسلامی صوفیانہ روایت میں حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمہ (متوفی 465ھ)، جنہیں برصغیر میں "داتا گنج بخش" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، اس وقت آپ کے محکمہ اوقاف کی جانب سے تزک و احتشام کے ساتھ 982 اعراس کا اہتمام کیا جا چکا ہے اور مزید برآں محکمہ اوقاف تحسین و داد کے قابل ہے بالخصوص سیکرٹری اوقاف ڈاکٹر سید طاہر رضا بخاری صاحب نے کثیر ہجویریات کو منظر عام پر لانے کے ساتھ ساتھ امسال (1447، 2025ء) کو آپ نے کشف المحجوب کے ہزار سالہ تصنیف کی تکمیل میں کشف المحجوب کے کثیر نسخہ جات کو منظر عام پر لا کر کتاب کی تقریب رونمائی کی۔ ایک جلیل القدر روحانی اور علمی و محقق و مدقق شخصیت کے طور پر معروف ہیں۔ آپ کی علمی، تصنیفی، تبلیغی اور تربیتی خدمات نے نہ صرف برصغیر میں اسلام کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا، بلکہ صدیوں تک آپ کے علمی و روحانی اثرات معاشرتی تشکیل و تہذیبی ارتقاء کا ذریعہ بنتے رہے۔ آپ کی معروف تصنیف کشف المحجوب کو تصوف کی اولین اور معتبر کتب میں شمار کیا جاتا ہے، جس میں آپ نے صوفیانہ افکار، سلوکی مناہج اور روحانی تجربات کو مدلل اور منظم انداز میں پیش کیا۔ تاہم داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی شخصیت کے بعض نجی پہلو، بالخصوص ان کی عائلی اور ازدواجی زندگی، صدیوں سے تشنہ تحقیق رہے ہیں۔ حالیہ دور میں بعض ناقدین، خاص طور پر جدید تنقیدی فکر سے وابستہ افراد، نے اس پہلو پر اعتراضات اٹھائے ہیں اور بعض صورتوں میں ان اعتراضات کو داتا صاحب کی روحانی شخصیت کے ساتھ متضاد ثابت کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ ایسے ناقدین کی جانب سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ آپ کی تصوف پر مبنی تعلیمات اور ممکنہ ازدواجی زندگی کے مابین تضاد پایا جاتا ہے، یا یہ کہ صوفیانہ طرزِ زندگی میں ازدواج کو غیر اہم سمجھا جاتا رہا ہے۔

یہ آرٹیکل انہی سوالات اور اعتراضات کا علمی، تاریخی اور تنقیدی جائزہ لینے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں بنیادی طور پر دو امور کو زیرِ بحث لایا گیا ہے: **اول**، یہ کہ حضرت علی ہجویریؒ کی ازدواجی حیثیت کے بارے میں تاریخی مصادر کیا بیان کرتے ہیں؛ **دوم**، یہ کہ جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں، ان کی نوعیت، ماخذ، اور تاریخی و عقلی بنیاد کیا ہے؟ اس مقصد کے لیے کشف المحجوب سمیت دیگر روایتی اور معاصر مآخذ کو سامنے رکھ کر غیر جانب دارانہ انداز میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ مضمون اس بات کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی شخصیت کا مطالعہ صرف ان کی روحانی تعلیمات تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ ان کی مکمل انسانی زندگی، بشمول ازدواجی اور سماجی پہلوؤں کا بھی منصفانہ اور تحقیقی انداز میں جائزہ لینا نہایت ضروری ہے، تاکہ نہ صرف سچائی کو سامنے لایا جا سکے بلکہ صوفیانہ روایت کی جامعیت کو بھی بہتر انداز میں سمجھا جا سکے۔

حضرت شیخ علی ہجویری کی عائلی و ازدواجی زندگی اور اس پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ

حضرت شیخ علی ہجویری نے مسنون نکاح کیا تھا یا نہیں؟ بصورت اول ایک، دو، تین کتنی شادیاں کی تھیں؟

عصر حاضر کے چند غیر مہذب زندگی گزارنے والے تو اس تہمت سے باز نہیں آتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت شیخ علی ہجویری نے نکاح نہیں کیا لہٰذا جو سنت نبوی سے انحراف کی زندگی گزارے وہ مقام ولایت پر کس طرح متمکن ہو سکتا ہے ان لوگوں کیلئے کشف المحجوب کے باب آدابہم فی التزویج والتجرید سے مکمل ہر طرح کے نتائج کا استنباط کیا جا سکتا ہے۔ حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی کہ تجرید (بغیر نکاح کے زندگی گزارنا) یا تزویج (نکاح کے ساتھ زندگی گزارنا) ان دونوں کی خوبیوں اور خرابیوں کا تقابل و موازنہ کر کے ان میں سے جس کی خرابیوں پر کنٹرول کر سکے اس کو اپنائے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ مجرد رہنے میں دو خرابیاں ہیں:

۱۔ سنت کا تارک

۲۔ دل و دماغ میں شہوت کا ہیجان اور زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ

اسی طرح صوفیہ کرام کے نزدیک نکاح کرنے میں بھی دو خرابیاں ممکن ہیں:

۱۔ دل کی غیر اللہ (بیوی) کے ساتھ مشغولیت

۲۔ جسم کا نفسانی لذت کا انہماک۔[1]

OPEN ACCESS

اس کے بعد دونوں آراء کا محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دراصل اس مسئلہ کا تعلق ہر اس شخص کے ساتھ وابستہ ہے جو صحبت اختیار کرنا چاہتا ہے تو ایسے شخص کیلئے نکاح ضروری ہے اور جو شخص خلوت، وحدت اور گوشہ نشینی کا خواہاں ہے اسے مجرد رہنا مناسب ہے۔ بعد ازاں ایک تیسری جماعت کا بھی نظریہ بیان کرتے ہیں جو غالباً اہل تصوف کی جماعت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نکاح کرنے یا نہ کرنے میں اپنے اختیار سے کچھ کام نہیں لیتے ہم پردہ غیب کے منتظر رہتے ہیں جو پردہ غیب سے ظاہر ہوتا ہے اس پر عمل کر لیتے ہیں اگر مقدر مجرد رہنا ہے تو ہم پاکدامنی کی کوشش کرتے ہیں اور اگر تقدیر میں نکاح ہے تو یہ سنت کی تابعداری ہے اس صورت میں ہم دل کی یکسوئی کی کوشش کرتے ہیں۔

خلاصۃً یہی کہا جاسکتا ہے اگر اللہ تعالی کی نگاہ کرم بندہ کے شامل حال ہو تو وہ مجرد رہنے میں بھی سنت یوسف علیہ السلام دہرا سکتا ہے جس وقت زلیخا آپ کو خلوت میں لے گئی تھی تو مراد پر قادر نہ ہونے کے باوجود آپ نے روگردانی کی چنانچہ آپ خواہش نفس پر غلبہ حاصل کرنے اور اپنے نفس کے عیوب و نقائص دیکھنے میں مشغول ہوگئے اسی طرح اگر تقدیر میں درویش کیلئے نکاح ہے تو وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مانند ہوگا آپ کو اللہ تعالی کی ذات اقدس پر پورا اعتماد تھا کہ اہل وعیال کی مشغولیت مجھے اللہ تعالی سے نہ پھیر سکے گی آخر میں بطور تلخیص فرماتے ہیں کہ انسان کی ہلاکت نہ نکاح کرنے میں ہے نہ مجرد رہنے میں بلکہ انسان کی ہلاکت اپنے اختیار کو بروئے کار لانے اور خواہشات نفسانی کی پیروی میں ہے عیالدار اس بات کا خیال رکھے کہ اس کے روحانی اوراد و وظائف قضا نہ ہوں احوال ضائع اور اوقات برباد نہ ہوں اہل وعیال کے ساتھ شفقت سے پیش آئے انہیں روزی و رزق حلال مہیا کرے ان کے لوازمات پورا کرنے کیلئے ظالم لوگوں اور بادشاہوں کی حاشیہ برداری نہ کرے تاکہ اولاد پیدا ہو تو وہ بھی اس روش پر نہ چلے۔

حضرت شیخ علی ہجویری اور دیگر صوفیہ عظام کا ازدواجی زندگی کے متعلق نظریہ

عصر حاضر کے کچھ جدید ذہن کے لوگ اکثر کہا کرتے ہیں کہ حضرت شیخ علی ہجویری نے نکاح نہ کیا جو کہ خلاف سنت عمل ہے لہذا خلاف شرع زندگی گزارنے والا ولی کیسے ہو سکتا ہے؟

اس وہم کے ازالہ کیلئے اور رفع ابہام کیلئے صوفیہ کا نظریہ تجرید و تزویج جاننا ضروری ہے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

سالک کو عورتوں کی محبت سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ عورت پر ہی تمام تعلقات کا دارومدار ہے نیز عورتوں کی محبت پر ناز نہ کرنا چاہیے کیونکہ چند دنوں کے بعد اس سے سوائے پریشانی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ النکاح سرور شہر و عموم دہر وکسر ظہر ولزوم مہر

نکاح مہینہ بھر کیلئے تو خوشی ہے لیکن عمر بھر کیلئے مصیبت ہے اس کے علاوہ ایک پشت شکن عارضہ بھی اور حق مہر مزید برآں

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا:

مولوی نورالدین سکنہ للیانی نے تقریباً دس سال تک ہماری خدمت کی آخر جب عورت کے پھندے میں گرفتار ہوا تو ہم سے دور جا پڑا اور یہی دوری خدا سے دور ہو جانے کا سبب ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی نے فرمایا:

غم فرزند و نان و جامہ و یا قوت　　　　بزت آرد ز سیر در ملکوت

اولاد کا غم نان و نفقہ کا غم، لباس کی فکر اور دوسرے معاشی و معاشرتی مسائل تجھے ملکوتی فضا کی سیر سے موڑ کر واپس زمین پر لائیں گے۔

بعد ازاں فرمایا:

اس زمانہ میں منکوحہ عورتوں سے مجلس رکھنا بھی زنا کے برابر ہے کیونکہ طریقت میں نکاح وہ ہے جو محض سنت رسول کی غرض سے ہو جو خواہش نفس کی تسکین کیلئے ہو اہل اللہ کے نزدیک حرام ہے عاشق سے مراد وہ سالک ہے جو تمام تعینات میں خواہ انسان خواہ حیوان خواہ پرندے خواہ وحشی جانور ہوں محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرے۔

مزید فرماتے ہیں:

اگرچہ نکاح کے بہت سے فوائد ہیں لیکن سالک کو چاہیے کہ اپنی جوانی کے زمانے میں آخرت کا توشہ تیار کرے کیونکہ اس دن نیک اعمال کے سوا اور کوئی چیز کام نہیں آئے گی پھر آپ نے عمدہ شعر پڑھا:

توبا خود بتوشہ خویشتن　　　　کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن

قیامت کیلئے زادراہ تم خود ہی ساتھ لے چلو کیونکہ اس دن بیوی بچے تمہاری کوئی ڈھارس نہیں بندھا سکیں گے۔

زن از پہلوے چپ شد آفریدہ　　　　کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ

پھر فرمایا:

عورتیں تمام گناہوں کی جڑ ہیں اور خدا رسول کی نافرمانی کا سبب ہیں۔

بعد ازاں فرمایا:

نکاح کرنا، مدرس اور قاضی ہونے کی خواہش کرنا تینوں مانع عرفان ہیں کیونکہ دل جب تک ماسوا اللہ سے فارغ نہ ہو واصل باللہ نہیں ہو سکتا بقول سعدی

OPEN ACCESS

تعلق حجاب است و بے حاصلی
چو پیوندیا بگسلی واصلی [2]

حضرت شیخ علی ہجویری پر وارد طعن کا ازالہ کشف المحجوب کی روشنی میں

معترضین حضرات نے مکمل نکاح کے باب کا مطالعہ نہیں کیا جس کی وجہ سے انہوں نے شیخ علی ہجویری کو مورد طعن بنادیا بس اتنا حصہ پڑھا کہ شیخ علی ہجویری نے قصہ آدم وحوا، حادثہ ہابیل و قابیل اور ہاروت وماروت کی سزا کو پھر اپنے ایک ازدواجی مسئلہ کو نسوانی فتنہ کی پیداوار قرار دیا ہے اس سے کچھ اذہان غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ شاید شیخ علی ہجویری عورتوں کو برا سمجھتے تھے حالانکہ اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔

پہلا جواب

یہ ہے کہ اس مقام پر فتنہ اپنے اصلی معنی میں نہیں ہے جیسے الفتنۃ اشد من القتل اور انما اموالکم و اولادکم فتنۃ بلکہ اس مقام پر شیخ علی ہجویری نے فتنہ کو کشش اور آزمائش کے معنی میں لیا ہے پھر کونسا مرد ہو گا جو عورت کی ذات میں اپنے لیے کشش محسوس نہ کرتا ہو؟ یا کونسا ایسا مرد ہو گا جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد آزمائش میں نہ پڑا ہو گا؟ سب سے بڑی آزمائش تو رزق حلال سے اہل وعیال کی جائز ضروریات زندگی کو پورا کرنا ہے بیوی کیلئے جائز فرمائش اور مطالبات کو پورا کرنا ہے اور ساری بیویاں ایک جیسی بھی نہیں ہوتیں بلکہ بعض خواتین قناعت پسند اور وفاشعار ہوتی ہیں لہٰذا بیوی بلا قصور ہے۔ [3]

دوسرا جواب

حضرت شیخ علی ہجویری نے خود کشف المحجوب میں نکاح کی تائید میں احادیث ذکر کی ہیں مثلاً باب کے شروع میں روایت نقل کی ہے نکاح کرو اور اپنی تعداد بڑھاؤ قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے میں دوسری امتوں پر فخر کروں گا اگرچہ حمل میں کچا بچہ ہی کیوں نہ گرا ہو۔ نیز روایت نقل کی ہے کہ سب سے زیادہ برکت والی وہ بیوی ہے جو خوبصورت اور کم حق مہر والی ہو۔ مزید آپ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ نکاح بقائے نسل کیلئے ضروری ہے تاکہ اولاد ہو اگر وہ اولاد والدین کی زندگی میں گزر جائے تو اس کیلئے شفاعت کا باعث ہو گی اور اگر باپ پہلے رخصت ہو گیا تو اولاد اس کیلئے دعا کرتی رہے گی۔ [4]

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مقام ولایت پر فائز کامل شخصیت نکاح کی فضیلت بیان کرے خود بے عمل رہے یعنی نکاح نہ کرے لہٰذا یہ طعن غلط ہے۔

تیسرا جواب

حضرت شیخ علی ہجویری نے نکاح کی تائید میں احادیث ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ تجرد (بلا نکاح) کی مذمت میں احادیث اور دیگر قرائن کا ذکر کیا مثلاً آپ حدیث پاک ذکر کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

الشیطان مع الواحد　　　اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہے۔

فرماتے ہیں:

در حقیقت مرد یا عورت اکیلے ہوتے ہیں تو شیطان ان کی مصاحبت اختیار کرتا ہے اور وہ اس کے دل میں نفسیاتی خیالات ابھارتا ہے باہمی عزت وحرمت کی حفاظت اور حرام کاری سے بچنے کے سلسلہ میں نکاح سے بڑھ کر کوئی عمدہ چیز نہیں ہے بشرطیکہ باہم جہاں بیوی کے درمیان ہم مذاقی محبت وانس ہو جنس اور غیر موافق بیوی سے بڑھ کر بڑا عذاب کوئی نہیں درویش کو نکاح سے پہلے خوب غور وفکر کرنا چاہیے کہ بہتری نکاح میں ہے یا تجرد اختیار کرنے میں۔ لوگ شیخ علی ہجویری کے بارے میں غلط باتوں کا انتساب کیوں کرتے ہیں؟ آپ تو فرماتے ہیں: اسلام کی دولت سے سرفراز ہونے کے بعد اچھی بیوی دنیا میں خدا کی نعمت ہے آپ رقمطراز ہیں:

فوائد وزواید بہترین از پس اسلام زنی مؤمنہ موافقہ باشد تا باو انس گیرد مرد مؤمن واندر دین بہ صحبت وی قوتی باشد واندر دنیا موانستی

اسلام نصیب ہونے کے بعد بہترین فائدہ اور منفعت کی چیز ایک ایسی بیوی ہے جو ایماندار ہو اور شوہر کی بات مانتی ہو اسی بیوی سے ایماندار مرد کو انسیت وراحت نصیب ہوتی ہے دین کے معاملہ میں ایسی بیوی کی سنگت یا رفاقت دینی لحاظ سے تقویت کا باعث ہوتی ہے جبکہ دنیاوی اعتبار سے انسیت وراحت کا سامان ہوتی ہے۔

مزید کشف المحجوب کی چند عبارتیں اسی خیال کی تائید کرتی ہیں:

و ہیچ صحت اندر حکم حرمت وامان چو زناشوئی نیست اگر مجانست وموانست وموافقت باشد [5]

کوئی بھی سنگت ورفاقت احترام اور سکون مہیا کرنے میں زناشوئی یا ازدواجی زندگی سے بہتر نہیں ہو سکتی اگر میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ہم جنس ہونا باہمی انس رکھنا اور ایک دوسرے کی بات ماننا میسر آجائے۔

ان حوالہ جات کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شیخ علی ہجویری پر یہ الزام لگائے کہ وہ عورت زاد سے متنفر تھے تو اس صورت میں شیخ علی ہجویری کی روح پر فتوح کی طرف سے احتجاج کا حق محفوظ ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

چوتھا جواب

اب مذکورہ الزام کے ازالہ کیلئے ہم ان صوفیہ کرام کے احوال واقوال کو بھی دیکھ لیتے ہیں جو آپ کے ہم عصر تھے یا بعد میں آئے ان کی آراء کو پیش نظر رکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ حضرت شیخ علی ہجویری کے عہد ولایت میں مروجہ کتب اسلامیہ علوم اور تصوف وغیرہ میں شامل رہی ہیں مثلاً حضرت شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اللمع اور کلاباذی کی کتاب التعرف تو حضرت کے پیش رو ہیں مگر شیخ قشیری کے رسالہ قشیریہ کے تو جگہ جگہ حوالے بھی دیے ہیں۔ امام غزالی کی احیاء العلوم، ابو طالب مکی کی قوت القلوب اور شاہ ولی اللہ کی شفاء العلیل کو پڑھیں تو یہی اندازہ ہوگا کہ وہ حضرات بھی شیخ علی ہجویری کی رائے سے متفق نظر آتے ہیں چنانچہ شیخ سراج نے مناہل معاشرتی زندگی کے متعلق صوفیہ کرام کا طرز عمل اور موقف واضح کرنے کیلئے کتاب اللمع کا جو متعلقہ باب باندھا ہے اس کا عنوان یوں ہے: ''تربیت اولاد اور تزویج کے آداب'' اور آپ اس باب میں حضرت ابو سعید اعرابی کے حوالے سے ایک بزرگ صوفی ابو احمد مصعب بن احمد قلانسی کی اتفاقیہ شادی کے واقعہ سے بات شروع کرتے ہیں ان کے ایک دوست کی بیٹی کا رشتہ ایک جوان سے طے تھا مگر عین نکاح کے وقت کسی وجہ سے دولہا نے عقد نکاح سے انکار کر دیا تو قلانسی نے اپنے غمزدہ اور پریشان دوست کا دل رکھنے اور اسے مشکل سے نکالنے کیلئے خود کو نکاح کیلئے پیش کر دیا دوست نے ابو احمد قلانسی کا ماتھا چوما اور بصد خوشی اپنی بیٹی کو قلانسی کے نکاح میں دے دیا لیکن وہ خاتون پورے تیس سال ان کے ساتھ رہی مگر کنواری ہی رہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس لڑکی میں کوئی عیب تھا لیکن باپ چاہتا تھا کہ میں ذمہ داری سے جلد سبکدوش ہو جاؤں لیکن دولہا کا انکار باپ بیٹی دونوں کیلئے شدید صدمہ کا باعث بنا لیکن شیخ قلانسی نے اپنے دوست کا صدمہ کم کرنے کیلئے فوراً ذمہ داری اٹھالی۔[6]

شادی کے اہم مقاصد تین ہوتے ہیں: ا۔ منکوحہ عورت کی معاشی ذمہ داری، ۲۔ احصان یعنی معاشرتی تحفظ اور ذمہ داری، ۳۔ اولاد آدم میں اضافہ اور خواہش نفس کا پورا ہونا۔ پہلی دو ذمہ داریاں تو شیخ قلانسی نے خوب نبھائیں مگر تیسرا مقصد نہ شیخ کا تھا نہ منکوحہ عورت کا۔ اسلام میں شادی کا مقصد شہوت رانی یا نطفہ پاشی نہیں ہے بلکہ بلاشبہ جماع ایک فطری ضرورت ہے لیکن یہ ضرورت پوری کرنا اگر عورت کو جسمانی بیماری کی وجہ سے مشکلات میں دھکیل دیتا ہو تو مرد کا صبر کرنا اور عورت کو احصان (عصمت کی حفاظت اور پاکدامنی) کا تحفظ دے دینا اور معاشی بوجھ اٹھالینا ہی قابل تعریف و تحسین ہے۔

اکثر صوفیہ کا نکاح نہ کرنا اور ازالہ وہم

حضرت شیخ علی ہجویری نے دونوں طرح کے اقوال ذکر کیے ہیں لیکن بعض صوفیہ کا نکاح کرنے کے بعد کچھ عرصہ بعد طلاق دینا یا نکاح نہ کرنا وہ سنت کی مخالفت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ وہ شادی کرنے کو حب الٰہی اور ذکر اللہ سے محرومی اور دوری کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے چنانچہ شیخ ابو نصر سراج نے حضرت بشر حافی کا قول نقل کیا ہے کہ اہل وعیال کی ذمہ داری اور تحفظ کرنا مجھے کوتوال بنادے گا اور حضرت ابراہیم بن ادھم فرماتے تھے: صوفی شادی کرکے گویا کشتی میں سوار ہوتا ہے اور جب اولاد ہو جائے تو گویا وہ غرق ہو گیا۔

حضرت شیخ ابو نصر سراج ایک صوفی حضرت ابو شعیب براثی کا عبرت آموز تیسرا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک امیر عورت ان کے صوفیانہ وعظ اور اقوال سنتی تھی ایک روز وہ ان کی عبادت والی جھونپڑی میں آئی اور ان کی خدمت اور زوجیت میں قبول کیے جانے کی درخواست کی شادی ہو جانے کے بعد جب وہ دوبارہ ان کی جھونپڑی میں آئی تو یہ کہہ کر سونے والی چٹائی اٹھوادی کہ یہ ہمارے اور خاک کے درمیان حائل ہوگی اور آپ نے تو فرمایا ہے کہ زمین ہر روز کہتی ہے آج تو تو نے بچھونے سے اپنے جسم کو مجھ سے دور رکھا ہے مگر کل موت کے بعد تو نے میرے پیٹ میں ہی آکر سمانا ہے بعد ازاں وہ میاں بیوی تمام عمر اسی جھونپڑی کے اندر زہد و عبادت میں مشغول رہے۔ تو صوفیہ کا اصل مقصد یاد الٰہی ہوتا ہے اس میں رکاوٹوں کو وہ برداشت کرنے کے قائل نہیں بلکہ والذین امنوا اشد حبا للہ کے قائل اور مجسمہ ہوتے ہیں۔[7]

حضرت شیخ علی ہجویری کے نکاح کے متعلق مختلف اقوال و آراء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

اصل مقصود کا جائزہ و محاکمہ پیش کرنے سے قبل یہ بیان کرنا لازمی ہے کہ یہ بھی اہل تصوف پر تہمت و الزام کے مترادف ہے کہ وہ عورت کو بدی، نحوست یا شر و فساد کا سرچشمہ جانتے ہیں بلکہ بات صرف اتنی سی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے (شیخ علی ہجویری وغیرہم) ایسے بھی ہوتے ہیں جو خوف خدا اور محبت الٰہیہ میں اس قدر فنا ہوتے ہیں کہ وہ علائق دنیا سے بے نیاز، اہل وعیال کی ذمہ داری کو عبادت و ذکر اللہ اور خوف و حب الٰہی میں رکاوٹ جانتے تھے اس راہ میں حائل دیگر رکاوٹوں کی طرح اس رکاوٹ (شادی) سے بھی سبکدوش رہنے کو ترجیح دیتے تھے اسلام کا ازدواجی نظام زندگی چونکہ نوع انسانی کی بقاء وارتقاء اور عملی جدوجہد سے دنیا و آخرت کی زندگی کو کامیاب بنانے کا ضامن اور علمبردار ہے اور اللہ رب العزت کی کبریائی کا تقاضا بھی ہے اس لیے قرآن کریم نے ازدواجی زندگی کے احکام اور ہدایات سورۃ النساء اور سورۃ النور میں واضح بیان کر دیے ان احکام اور ہدایات میں سے چند ہدایات اور پند و نصائح کو شیخ علی ہجویری نے کشف المحجوب میں بیان کیا اس سے قبل ان کو تمہیداً راقم نے بیان کر دیا ہے اب ان کو دوبارہ بیان کرنا تحصیل حاصل کے مترادف ہوگا۔ اب ہم شیخ علی ہجویری کے نکاح کے متعلق مختلف شکوک و شبہات کو ذکر کرکے ان کا ازالہ و ہم واوہام کریں گے۔

حضرت شیخ علی ہجویری کی عائلی زندگی کے متعلق افکار و نظریات

عورت کی حقیقی زندگی عظمت اور آزادی کے اصل علمبردار تو حضور اکرم نبی مجسم شفیع معظم ﷺ ہیں عرب دنیا کی جاہل اور پسماندہ ترین قوم تھے عورت کے متعلق ان کا نظریہ اور سوچ ناقابل بیان ہے مگر ان تاریک زمانوں میں بھی ایسی اجڈ قوم سے عورت کا حق وراثت و ملوکیت منوانا اور اسے مرد کے ہم مساوی قرار دینا نہ صرف ایک بہت بڑا انقلابی قدم تھا بلکہ تاریخ میں آج

تک عورت کو یہ مقام کبھی نہیں دیا گیا اور نہ ہی آج تک اسے یہ مقام دیا جا سکا عورت عہد رسالت میں مسلمان مرد کے برابر اور شانہ بشانہ حسن کارکردگی میں مساوی نظر آتی ہے سوشل سروس میں غزوات کے موقع پر میڈیکل خدمات میں بھی خواتین کا حصہ تھا حتی کہ دفاع وطن کے کام بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواتین کے سپرد کیے چنانچہ غزوہ احد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پابند کیا کہ وہ مجاہدین کو پانی پلائیں صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے صائب وحکیمانہ مشورہ سے تو رسول اللہ ﷺ ایک بحران کو حل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے دو بچیوں کی تعلیم وتربیت اور نکاح کرانے پر جنت میں اپنے ساتھ داخل ہونے کی بشارت بھی دی ہے لہٰذا یہ سب احادیث یقیناً شیخ علی ہجویری کے مطالعہ میں تھیں پھر کس طرح ممکن ہے کہ نکاح جیسی سنت کے آپ تارک ہوتے دو تین نکاح میں اختلاف ہونا ممکن ہے لیکن ایک نکاح میں تو دوسری کوئی رائے نہیں ہونی چاہیے اب ہم مختلف اقوال اوران کا محاکمہ وتجزیہ پیش کرتے ہیں۔

پہلا قول

حضرت حکیم موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے کہ شیخ علی ہجویری نے ایک شادی کی تھی جبکہ دوسری شادی کی بات چلی تھی مگر چند وجوہ سے وہ نہ ہو سکی یہی قول حضرت علامہ ابوالحسنات قادری کا ہے۔[8]

دوسرا قول

علامہ سید محمد متین ہاشمی سید ہجویر میں لکھتے ہیں:

راقم الحروف کا خیال ہے کہ حضرت ہجویری نے اپنے لیے تجرید ہی منتخب فرمائی اور ساری عمر اس پر کاربند رہے اس لیے پوری کتاب (کشف المحجوب) میں کہیں نہ اہلیہ محترمہ کا کوئی تذکرہ ہے نہ ہی اولاد امجاد کا۔[9]

یہی قول ڈاکٹر ظہور الدین احمد کا بھی ہے رقمطراز ہیں:

جناب سید ہجویری نے شادی نہیں کی اور ساری زندگی تجرد میں گزاری۔

تیسرا قول

یہ قول نقل کرنے والے چند حضرات ہیں

ا۔ شیخ محمد اکرام صاحب آب کوثر میں رقمطراز ہیں:

آپ کی ازدواجی زندگی کے بارے میں واضح واقفیت نہیں ملتی۔

نکلسن نے مقدمہ کشف المحجوب میں لکھا ہے:

کشف المحجوب کے ایک ٹکڑے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو متاہل زندگی کا مختصر مگر ناخوشگوار تجربہ ہوا۔

چوتھا قول

یہ قول محمد دین فوق صاحب سوانح حیات علی ہجویری کی طرف منسوب ہے وہ فرماتے ہیں:

حضرت نے اپنی پہلی شادی کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ کب ہوئی؟ کہاں ہوئی؟ جہاں انہوں نے دوسری شادی کا ذکر کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ گیارہ سال سے خدا تعالیٰ نے نکاح کی آفت سے بچایا ہوا تھا مقدر نے آخر میں پھنسا دیا اور میں عیال کی محبت میں دل وجان سے بن دیکھے ہی گرفتار ہو گیا یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ بچپن میں مناکحت کی زنجیروں میں جکڑ دیے گئے تھے اور پہلی بیوی کے انتقال کے بعد گیارہ سال تک دوسرا نکاح نہیں کیا تھا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کی پہلی شادی بھی والدین کی موجودگی میں ہوئی تھی اور دوسری شادی بھی ان کی موجودگی میں ہوئی بلکہ یقیناً ان ہی کے اصرار سے ہوئی ہو گی کیونکہ حضرت نے کشف المحجوب اور کشف الاسرار میں عورتوں سے خدا کی پناہ طلب کی ہے اور ان کی ذات کو فتنہ وفساد کا مخزن قرار دیا ہے۔[10]

ان اقوال اربعہ کو ذکر کرنے کے بعد اور نتیجہ نکالنے اور محاکمہ سے قبل یہ ضروری ہے کہ جہاں سے اختلاف پیدا ہوا اور مختلف نتائج اخذ کیے گئے کشف المحجوب کی اس عبارت کو ذکر کرنا ضروری ہے ملاحظہ فرمائیں:

مرا کہ علی بن عثمان الجلابی ام از پس آنکہ یازدہ سال از آفت تزویج نگاہ داشتہ بود تقدیر کرد تابفتنہ دار افتادم وظاہر وباطنم اسیر صفتے شد کہ بامن کردند بے ازاں کہ رویت بودہ بود و یک سال مستغرق آں بودم چنانکہ نزدیک بود کہ دین بر من تباہ شدی تا حق تعالیٰ بکمال فضل وتمام لطف خود عصمت خود را باستقبال دل بیچارہ من فرستادہ وبرحمت خلاصی ارزانی داشت، والحمد للہ علی جزیل نعمائہ[11]

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گیارہ سال اللہ تعالیٰ نے مجھے نکاح کی آفت سے محفوظ رکھا (بالغ ہونے کے بعد گیارہ سال تک شادی نہیں ہوئی) پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ساتھ میں بھی فتنہ میں پڑ گیا (شادی ہو گئی) اور میرا ظاہر وباطن عمدہ صفتوں والی عورت کا قیدی ہو گیا جسے میں نے دیکھا بھی نہیں تھا میں ایک سال تک اسی خیال میں ڈوبا رہا قریب تھا کہ میرا دین تباہ ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مکمل لطف وکرم اور فضل وکمال سے اپنی عصمت کو میرے تباہ حال دل کے استقبال کیلئے بھیج دیا تو میں نے اس کی ارزانی سے چھٹکارا پا لیا (بڑی بڑی نعمتوں پر اللہ کا شکریہ)

CC BY

تفہیم عبارت میں مختلف تبصرے

قول اول پر تبصرہ

قول اول والے حکیم موسیٰ امر تسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں حسب ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

نتیجہ نمبرا

حضرت نے نکاح کیا تھا مگر اہلیہ جو ان کی مزاج شناس نہ تھی وفات پاگئیں پھر گیارہ سال تزویج کے تصور و خیال سے بھی نا آشنا رہے۔

نتیجہ نمبر۲

گیارہ سال بعد ایک عورت جسے انہوں نے دیکھا بھی نہیں تھا محض دوسروں سے اس کی خوبیاں معلوم کرنے پر اس کی محبت میں اسیر ہو گئے اور ایک سال تک اس عشق مجازی میں مبتلا رہے۔

نتیجہ نمبر۳

صوفیہ کرام کے نزدیک عشق مجازی میں گرفتار رہنا ابتلا میں رہنا ہے یہ حضرات مجاز میں گرفتاری کو مصیبت و آفت سمجھتے تھے اس لیے یہ منزل نہیں ہے المجاز قنطرۃ الحقیقۃ مجاز حقیقت کا پل ہوا کرتا ہے۔ تو قدرت الٰہی نے انہیں مجاز سے نکال کر حقیقت کی راہ پر ڈال دیا اور جو لوگ صورت ظاہری اور مظاہر محسوسہ کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں وہ برباد ہو جاتے ہیں۔ شیخ عطار فرماتے ہیں:

ہم کہ شد در عشق صورت مبتلا

ہم ازاں صورت افتد در صلابلا

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ علی ہجویری نے ایک ہی شادی کی تھی اہلیہ کے وفات کے گیارہ سال بعد ایک عورت کی ایسی خوبیوں پر فریفتہ ہو گئے جسے انہوں نے دیکھا تک نہ تھا اور ایک سال تک اس کے عشق مجازی میں مبتلا رہے بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے اس عورت کا خیال محو کر دیا لہٰذا دوسری شادی کا افسانہ محض اختراع طبع ہے۔

قول اول حکیم موسیٰ کی عبارت قابل گرفت

مذکورہ عبارت سے حکیم صاحب کا یہ استنباط اور استنتاج اپنا ہی اختراع ہو سکتا ہے اور شیخ علی ہجویری کی عبارت سے تو یہ مترشح بھی نہیں ہوتا کہ مگر اہلیہ جو ان کی مزاج شناس نہ تھیں مگر اس نیک خاتون پر مزاج شناس نہ ہونے کا الزام نہ تو ان کے ہونے والے شوہر نامدار نے لگایا اور نہ ہی ان کی عبارت سے یہ ظاہر یا مترشح ہوتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ حضرت حکیم مذکور یہ الفاظ اپنے پاس سے نہ بڑھاتے اس عبارت سے پہلی بیوی کا مزاج شناس نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا نہ عبارتًا نہ اشارۃً لہٰذا یہ مفروضہ ایک غیر ضروری اور غیر مفید بلکہ خواہ مخواہ کا اضافہ ہے۔

قول ثانی علامہ سید متین ہاشمی کی تردید

ہاشمی کا قول تجرد خود شیخ علی ہجویری کی عبارتوں کے متضاد ہے اذا تعارضا تساقطا کے اصول کے مطابق یہ قول لائق توجہ ہے ہی نہیں مزید بر آں آپ نے جو نکاح کے فضائل ذکر کیے ظاہر بات ہے کہ وہ کسی مقصد کیلئے ذکر کیے ہیں مزید براں شریعت کی خلاف ورزی کرنے والے کو آپ غافل علماء میں شامل کرتے ہیں۔ عورت اور اولاد کو جو فتنہ قرار دیا گیا ہے اس کا مقصد ہے کہ عورت اور اولاد انسان کیلئے کشش اور امتحان کا باعث ہوتے ہیں یہاں فتنہ کا عرفی معنی فساد، برائی نہیں ہے بلکہ فتنہ کا مفہوم یہ ہے کہ عورت اور اولاد کشش اور آزمائش کا باعث ہوتے ہیں اور بعض صوفیہ نے بھی عورت کی اس کشش کو صرف اس لیے ناپسندیدہ قرار دیا ہے کہ یہ انسان کو خدا سے غافل بنا دیتی ہے۔

حضرت شیخ علی ہجویری کی کشف المحجوب کی تعلیمات کی روشنی میں نظر آتا ہے کہ آپ محب الٰہی تھے اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا:

من نکح للہ و انکح للہ استحق ولایۃ اللہ[12]

جس نے صرف اللہ کیلئے نکاح کیا اور صرف اللہ کیلئے کسی کا نکاح کروایا تو وہ اللہ تعالی کی ولایت اور محبت کا حقدار بن گیا۔

آپ کی ولایت کاملہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے یقیناً نکاح کی سنت زندہ کی ہے۔

فرمان شیخ علی ہجویری اور ہاشمی کی تردید

علامہ سید محمد متین ہاشمی کے نظریہ کی تردید خود شیخ علی ہجویری کی عبارت سے ہوتی ہے:

پس ہلاکت بندہ نہ اندر تزویج و تجرید است کہ بلای وی اندر اثبات اختیار و متابعت ہوای خود است[13]

گویا انسان کی ہلاکت تزویج میں ہے اور نہ تجرید میں بلکہ انسان کی آزمائش تو اپنے عزم کے ساتھ ثابت قدمی میں ہے یا اپنی ہوس کی پیروی میں ہے۔

قول ثالث صاحب آب کوثر شیخ محمد اکرام کی تردید

حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی اور شیخ مذکور نے کہا کہ کشف المحجوب کی عبارت قدرے مجمل سی ہے[14] لیکن اتنی بات بھی نہیں کہ اس سے شیخ علی ہجویری کی شادی ہونا مشکوک سمجھا جائے یا اس سے انکار کی راہ ہموار کی جائے پھر مزید یہ ہے کہ جس ہستی نے نکاح کے باب میں آغاز آیت کریمہ ہن لباس لکم وانتم لباس لہن سے کیا جس میں اللہ رب العزت نے مسلمان میاں بیوی کو استعارہ کی زبان میں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے گویا زوجین ایک دوسرے کیلئے پاکیزہ جذبات، باہمی محبت و مودت اور شفقت وہمدردی کے علاوہ باہمی احترام عزت اور وقار کے ضامن، پردہ دار بھی ہوں گے اس کے بعد متعلقہ احادیث نبویہ ذکر کرتے ہیں پھر ساتھ ہی حکمت نکاح اور ضرورت ازدواج کی عملی صورتوں سے آگاہ فرمادیتے ہیں۔

ا۔ ہر مرد وعورت کیلئے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا مباح ہے یعنی نظام قدرت کا ایک جائز اصول اور عملی زندگی کا مسلم قانون ہے جس پر عمل کرنا نہ صرف ہر مرد وعورت کا جائز اور قانونی حق ہے بلکہ اس پر عمل کرنا اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ستودہ اور پسندیدہ بھی ہے۔

۲۔ اگر ایسی صورت سامنے آجائے کہ فطری تقاضے کی شدت کے باعث عورت یا مرد اپنے آپ کو حرام کے ارتکاب سے بچانے کی قدرت نہ پاتے ہوں تو ایسی صورت میں ان کا رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا فرض ہو جاتا ہے۔

۳۔ اگر عیالداری میں معاشی اور معاشرتی مشکلات حائل نہ ہوں تو ایسی قولی اور عملی سنت اس پر گواہ ہے کہ اس کے بعد حضرت شیخ علی ہجویری اپنی خوبصورت ترتیب اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ تاریخ اور صوفیہ کرام کے عملی واقعات زندگی کے علاوہ شادی کرنے اور نہ کرنے کی دونوں صورتوں کے اپنے اپنے فوائد بیان کرتے ہوئے ہدایات کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور خبردار کرتے ہیں کہ مرد اور عورت کی تنہائی کی زندگی میں شیطانی وسوسے انہیں ستاتے رہتے ہیں یہ سب قرائن مذکورہ قول ثالث کی تردید واضح الفاظ میں بلا ابہام کرتے ہیں۔

قول رابع: مولوی محمد دین فوق کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

حضرت شیخ علی ہجویری کے سوانح نگاروں میں مولوی محمد دین فوق بھی ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے یہ تذکرہ صرف دو ماہ میں مکمل کیا ہے انہوں نے شیخ علی ہجویری کے متعلقہ پانچ سطری فارسی عبارت کا جو ترجمہ کیا پھر اس پر جو تبصرہ کیا وہ بھی قابل غور ہے لیکن جو اختراعی وضاحت کی ہے وہ دلچسپ مگر قدرے انوکھی بھی ہے اولین ہم ان کا اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں بعد ازاں تبصرہ ہوگا۔

کشف المحجوب کی فارسی عبارت کا ترجمہ: گیارہ سال سے خدا تعالی نے نکاح کی آفت سے بچایا ہوا تھا مقدر نے اس میں پھنسا دیا اور میں عیال کی محبت میں دل وجان سے بن دیکھے گرفتار ہو گیا۔

موصوف مولوی محمد دین فوق کا تبصرہ اور اس کا تحقیقی جائزہ

مولوی محمد دین فوق مذکورہ عبارت پر یوں تبصرہ رقم کرتے ہیں:

یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ بچپن ہی میں مناکحت کی زنجیروں میں جکڑ دیے گئے تھے اور پہلی بیوی کے انتقال کے بعد گیارہ سال تک دوسرا نکاح نہیں کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی پہلی شادی بھی والدین کی موجودگی میں بلکہ انہی کے اصرار سے ہوئی ہوگی۔

مزید فوق صاحب کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

چنانچہ (داتا صاحب) لکھتے ہیں کہ میں ایک سال تک اس آفت میں غرق رہا یہاں تک کہ قریب تھا کہ میرا دین تباہ ہو جائے یہاں تک کہ خدا تعالی نے اپنے کمال مہربانی اور بخشش ورحمت سے مجھے خلاصی عطا کی۔

فوق صاحب اس پر مزید حاشیہ آرائی یوں کرتے ہیں:

یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ ایک سال بعد آپ کی دوسری عورت کا بھی انتقال ہو گیا اور پھر آپ نے تادم وصال نکاح کا نام نہیں لیا آپ ہر چند تجرد وتنہائی کو زیادہ پسند کرتے اور عورت سے دور رہنے کے خواہشمند تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے مگر نکاح کے متعلق آپ نے کشف المحجوب میں بھی تین قسم کے خیال ظاہر کیے ہیں:

ا۔ مرد وعورت سب پر نکاح مباح ہے۔

۲۔ جو حرام سے پرہیز نہ کر سکیں ان پر فرض ہے۔

۳۔ جو عیال کا حق ادا کر سکے اس پر سنت ہے۔

مزید فوق صاحب لکھتے ہیں:

آپ کے نکاح ثالث کے نہ ہونے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والدین کا آپ کے نکاح ثانی کے بعد ہی انتقال ہو گیا ہو گا کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ضرور آپ کے نکاح (ثالث) کی کوشش کرتے اور حضرت علی ہجویری اپنے والدین کے چونکہ از حد فرمانبردار تھے اور ان کو دونوں جہانوں کا قبلہ کہتے تھے اس لیے یہ ناممکن تھا کہ وہ ان کے حکم سے روگردانی کرتے۔[15]

OPEN ACCESS

فوق کے تبصرہ پر تبصرے

پہلا تبصرہ

فوق صاحب یہاں ایک سال تک اس آفت میں غرق رہا سے یہ استدلال کرتے نظر آتے ہیں کہ حضرت شیخ علی ہجویری کی دوسری زوجہ ایک سال ان کے نکاح میں رہنے کے بعد فوت ہو گئی تھیں یہ ان کی تحریف ہے کیونکہ دیگر اہل علم ودانش نے اس عبارت سے یہ نتیجہ مستنبط کیا ہے کہ آپ نے عورت کو بن دیکھے اوصاف حمیدہ سن کر ایک سال تک اس کے خیال میں ڈوبے رہے تھے چونکہ اس سے استغراق اور یاد الٰہی میں خلل اور فرق آنا شروع ہو گیا تھا اس لیے آپ نے اسے اپنے دین کی تباہی خیال کرتے ہوئے اسے دل سے نکال دیا تھا۔ دوسرا اجتہاد بھی فوق صاحب کا عجیب تھا۔

دوسرا تبصرہ

یہ بھی فوق صاحب کا عجیب اجتہاد ہے کہ نکاح ثانی کے بعد شیخ علی ہجویری کے والدین فوت ہو گئے ہوں گے الخ۔ ورنہ وہ ان کے نکاح ثالث کی کوشش کرتے اور داتا صاحب جیسے فرمانبردار بیٹے کو ان کا حکم ماننا پڑتا۔

تبصرہ پر تبصرہ

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی کے سلسلہ میں حضرت علامہ حکیم محمد موسیٰ امر تسری رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ راقم کے نزدیک زیادہ معقول، قابل فہم اور قرین صواب ہے اور قابل ترجیح ہے جو انہوں نے ترجمہ کشف المحجوب از مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمہ میں فرمائی، آپ فرماتے ہیں کہ مخدوم امم سید ہجویر نے صرف ایک شادی کی تھی جبکہ دوسری شادی کی بات چلی تھی مگر بوجوہ ہونہ سکی تھی حکیم صاحب نے جو تبصرہ کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ مولانا عبدالماجد دریابادی، انگریز مستشرق پروفیسر نکلسن، مولوی محمد شفیع اور مولانا صباح الدین عبدالرحمن کی آراء نقل کرنے کے بعد مولانا فوق پر توجہ دیتے ہوئے ان کا مواخذہ یوں کرتے ہیں کہ ان کی دو باتوں پر حکیم صاحب کو اعتراض ہے:

۱۔ فوق صاحب نے کشف المحجوب کی مذکورہ چار سطری عبارت کے ترجمہ میں ٹھوکر کھائی ہے۔

۲۔ اپنے ناقص ترجمہ و عبارت کی بنا پر جو نتائج مستنبط کیے ہیں وہ بھی درست نہیں ہیں۔

حکیم صاحب رقمطراز ہیں:

فوق صاحب نے اس عبارت کا ٹھیک ترجمہ نقل نہیں کیا اور اس سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ بھی درست نہیں ہے لہٰذا زیر بحث اقتباس کا ترجمہ یہاں پیش کرنا ضروری ہے۔

حضرت داتا صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے گیارہ سال تک نکاح کی آفت سے محفوظ رکھا ہوا تھا مگر بہ تقدیر الٰہی میں پھر اس فتنہ میں گرفتار ہو گیا اور میرا ظاہر و باطن اس (کسی عورت) کی صفات کا جو مجھ سے دوسروں نے بیان کی تھیں اسیر ہو گیا اور اسے دیکھے بغیر ہی ایک سال تک اس کے خیال میں مستغرق رہا چنانچہ قریب تھا کہ میرا دین تباہ ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال لطف اور فضل تمام سے عصمت (گناہ سے بچنے کی قوت) کو میرے بیچارہ دل کے استقبال کیلئے بھیجا اور اپنی رحمت سے مجھے اس فتنہ سے نجات دلائی۔

اس عبارت سے غور و تامل کے بعد حکیم صاحب چند نتائج سامنے لائے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دوسری شادی کا افسانہ محض اختراع طبع ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

کشف المحجوب کی عبارت سے اخذ کردہ نتائج کی روشنی میں عقد ثانی کی تردید

مذکورہ بالا کشف المحجوب کی عبارت سے حکیم صاحب نے چند مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے ہیں:

۱۔ حضرت نے نکاح کیا تھا مگر اہلیہ جو ان کی مزاج شناس نہ تھیں وفات پا گئیں پھر گیارہ سال تک تزویج کے تصور و خیال سے بھی ناآشنا رہے۔

۲۔ گیارہ سال بعد ایک عورت جسے انہوں نے دیکھا بھی نہیں تھا محض دوسروں سے ان کی خوبیاں معلوم ہونے پر اس کی محبت میں اسیر ہو گئے اور ایک سال تک اس کے عشق مجازی میں مبتلا رہے۔

۳۔ صوفیاء کے نزدیک عشق مجازی میں گرفتار ہونا، ابتلا میں مبتلا رہنا ہے یہ حضرات مجاز میں گرفتاری کو مصیبت و آفت سمجھتے ہیں اس لیے یہ منزل نہیں ہے المجاز قنطرۃ الحقیقۃ تو قدرت الٰہی نے انہیں مجاز سے نکال کر حقیقت کی راہ پر ڈال دیا اور جو لوگ صورت ظاہری اور مظاہر محسوسہ کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں وہ برباد ہو جاتے ہیں شیخ عطار فرماتے ہیں:

ہر کہ شد در عشق صورت مبتلا

ہم ازاں صورت افتد در صد بلا

اس کے بعد حکیم صاحب خلاصہ کلام یوں بیان فرماتے ہیں:

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت نے ایک شادی کی تھی اہلیہ کی وفات کے گیارہ سال بعد ایک ایسی عورت کی خوبیوں پر فریفتہ ہو گئے جسے انہوں نے دیکھا نہیں تھا اور ایک سال تک اس کے عشق میں مبتلا رہے بالآخر اللہ تعالی نے ان کے دل سے اس عورت کا خیال محو فرما دیا لہٰذا دوسری شادی کا افسانہ محض اختراع طبع ہے۔

حضرت حکیم موسیٰ امرتسری کے قول کے راجح ہونے کے چند عقلی دلائل

پہلی دلیل

حضرت شیخ علی ہجویری جس عفیفہ کے اوصاف حمیدہ سن کر بن دیکھے اس سے شادی کرنے کے آرزومند ہو گئے تھے یہاں تک کہ اس کا خیال بار بار ستاتا تھا اور قریب تھا کہ انہیں یادالٰہی سے غافل کر کے ان کا روحانی سرمایہ زہد و عبادت بھی برباد کر ڈالے مگر اس ولی کامل نے سنت یوسفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اس پاکدامن عورت کا خیال ہی اپنے دل سے اکھاڑ پھینکا جس سے معلوم ہوا کہ وہ آزمائش میں کامیاب و سرخرو ہوئے مگر اس میں بھلا اس پاکدامن خاتون کا کیا قصور تھا؟ ممکن ہے اس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ لوگوں نے ایک ولی اللہ کے سامنے اس کی خوبیاں بیان کر کے انہیں پریشان کر دیا ہے۔ جس طرح نسوانی حسن و جمال ہوس پرستوں کو برانگیختہ کر دیتا ہے اسی طرح تقویٰ و دیانتداری اگر وصف نسوانی ہو تو پھر اہل اللہ کیلئے بھی اس میں کشش کا پیدا ہونا فطرتی بات ہے مگر شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگرچہ وہ اس سے متاثر ہو گئے تھے جیسے آدم کے بیٹے اور فرشتے ہاروت و ماروت متاثر ہو گئے تھے مگر انہوں نے سنت یوسفی پر عمل کیا اور اس میں کامیاب ہوئے مشہور مقولہ کے مطابق عندالامتحان یکرم الرجل اویہان کہ بوقت امتحان بندہ کی تعظیم یا توہین کی جاتی ہے الحمدللہ آپ کامیاب ہو کر قابل تعظیم ٹھہرے۔

اس مذکورہ واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ صورت حال اس حقیقت کی بھی غماز ہے کہ آپ کی شادی کا پہلا تجربہ نہ تو تلخ تھا اور نہ ناکام اگر ایسا ہوتا تو ان دیکھی عورت کو محض سنی سنائی صفت سے اپنی رفیقہ حیات بنانے کیلئے کبھی بے چین نہ ہوتے اور پورا ایک سال بات بن جانے کا انتظار بھی نہ کرتے لہٰذا جو اہل علم و دانش شیخ علی ہجویری کی پہلی شادی کو ایک تلخ تجربہ یا پہلی بیوی کو ان کی مزاج شناس نہ ہونے کے قائل ہیں یہ صرف ان کی اختراع طبع ہے حقیقت حال سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

دوسری عقلی دلیل

اس مذکورہ عبارت سے کوئی بات اشارۃ النص کے اعتبار سے بھی ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت شیخ علی ہجویری نے اپنے دل میں اپنی پہلی رفیقہ حیات کے بارے میں کوئی میل کچیل، تلخی یا کوئی کراہت محسوس کی تھی اس طرح جس ستودہ صفات خاتون سے غائبانہ شناسائی ہوئی تھی اور بغیر دیکھے ہی اسے اپنی رفیقہ حیات بنانے کے آرزومند ہو گئے تھے اس کے متعلق بھی بات نہ بن سکنے کے باوجود آپ کو کوئی گلہ شکوہ نہ تھا اور معاملہ اس قرآنی محاورہ کا آئینہ دار تھا کہ الطیبات للطیبین (16) پاک مردوں کیلئے پاکیزہ عورتیں ہیں لہٰذا نظام قدرت اور انسانی فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں اسلام دین فطرت ہے تلخ حقائق زندگی سے فرار ہونے کے بجائے ان کو مردانہ وار سامنا کرنے کا حکم دیتا ہے بقول شاعر مشرق علامہ محمد اقبال

کشمکش زندگی سے مردوں کی

اگر شکست نہیں تو اور کیا ہے شکست

آپ کا جی بھی چاہتا تھا کہ شادی ہو جائے اور یہ خیال و آرزو معیوب ہے اور نہ شرعاً نہ اخلاقاً ممنوع ہے لیکن عقل کا تقاضا ہے کہ

حسنات الابرار سیئات المقربین

جو باتیں نیک بندوں کیلئے نیکیاں متصور ہوتی ہیں وہی باتیں اللہ تعالی کے انتہائی مقربین کے لحاظ سے برائیاں سمجھی جاتی ہیں۔

جس وقت بات بنتی نظر نہ آئی تو اس خیال کو حب الٰہی اور ذکر الٰہی میں رکاوٹ جانتے ہوئے آپ نے اپنے رب سے خلاصی کی التجا کی جسے قبولیت کا شرف حاصل ہو گیا۔

تیسری نقلی دلیل

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں:

۱۔ خوشبو

۲۔ منکوحہ عورتیں

۳۔ نماز میں میرے لیے آنکھ کی ٹھنڈک رکھ دی گئی ہے۔ (17)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کی پسندیدہ چیزوں میں سے ایک عورت بھی ہے بلکہ عورت کو دو پسندیدہ چیزوں کے وسط میں رکھا گیا ہے خوشبو اور نماز کے درمیان میں منکوحہ خواتین کا ذکر معنی خیز ہے گویا اگر اللہ تعالی حوا کی بیٹی کو صراط مستقیم کی توفیق بخشے تو اس کے پاس خوشبو کا سا روح پرور سکون اور نماز کی سی پاکیزگی ہے جس سے وہ اپنے گھرانے کو جنت بنا سکتی ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے شیخ علی ہجویری ولی کامل، پیروکار سنت مصطفی ﷺ کے بارے میں ہم بدگمانی بھی گناہ سمجھتے ہیں کہ آپ مذکورہ حدیث کے عامل نہ ہوں گے بلکہ ہم تو یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ اس رشتہ کا پتا دینے والے اس عورت کا فریفتہ بنانے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے تھے مگر ایسی نیک پاک رفیقہ حیات کے خیال میں گم رہنا بھی آپ نے گناہ سمجھا اس کے خیال ہی کو دل و دماغ سے نکال

OPEN ACCESS

دیا اور اس کے بجائے بندہ صالح نے بلا تاخیر اپنے رب کی یاد سے دل و دماغ کو آباد کر لیا مگر یہ بھی ان کی جرأت ایمانی ہے کہ انہوں نے ایک سچے فرزند آدم ہونے کی حیثیت سے ایک نیک پاک خاتون کے خیال کو بھی دل میں بسانے کا اعتراف کیا اور اسے اسی قسم کا فتنہ (آزمائش) مانا جو سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام کیلئے مقدر تھا اور جو ابنائے آدم ہابیل و قابیل کو پیش آیا اور دو فرشتوں ہاروت وماروت کو بھی اس سے گزرنا پڑا لہٰذا اگر شیخ علی ہجویری کو بھی یہ فتنہ درپیش ہوا تو یہ فطرت بشری کا تقاضا تھا اور اس کا اعتراف حضرت شیخ علی ہجویری کی جرأت قلندرانہ ہے ورنہ لوگ تو شرماتے اور ہر حال میں بتانے سے گریز کرتے ہیں۔

چوتھی نقلی دلیل اور حضرت حکیم موسیٰ امرتسری کے موقف کی ترجیح

نکاح کرنا بھی سنت ہے بلکہ ہمارے احناف کے نزدیک تو نفلی عبادت سے بھی افضل ہے۔ دوسری طرف عبادت و ریاضت ہے حضرت شیخ علی ہجویری نے سنت نکاح زندہ کیا پھر اس کے بعد آپ نے عبادت کو ترجیح دی آپ فرماتے ہیں کہ شہوت کا دور ہونا دو چیزوں سے ہوتا ہے:

۱۔ تکلف کے ساتھ اسے دور کیا جائے۔

۲۔ عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کے کسب سے

الحمد للہ شیخ علی ہجویری نے عورت کی محبت کے بجائے اللہ کی محبت کو ترجیح دی آپ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں ایسی بیوی ملنا ممکن ہے جو حاجت سے زیادہ اور فضول و محال کی طلب کے بغیر اچھی رفیقہ حیات ثابت ہو اس لیے ایک جماعت مجرد رہنے کو پسند کرتی ہے اور ان کا عمل بھی حدیث کے مطابق ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

خیر الناس فی اخر الزمان خفیف الحاذ آخری زمانہ میں وہ لوگ بہترین ہیں جو خفیف الحاذ ہوں۔

صحابہ کرام نے استفسار کیا یا رسول اللہ ﷺ خفیف الحاذ کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا:

الذی لااہل لہ ولاولدلہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نہ بیوی ہو نہ اولاد ہو۔

پھر فرمایا:

سیروا سبق المفردون [18] دیکھو اکیلے لوگ تم پر سبقت لے گئے۔

پھر حضرت شیخ علی ہجویری مزید اس موقف کی توثیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ مشائخ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ جن کے دل آفت سے خالی ہوں اور ان کی طبیعت شہوت و معاصی کے ارادے سے پاک ہو ان کا مجرد رہنا افضل و بہتر ہے۔ حضرت شیخ علی ہجویری کی اس عبارت کے ہوتے ہوئے کسی مسلک کو آپ پر تزویج کے بارے میں اعتراض کا حق حاصل نہیں۔

خلاصۃ التحقیق

اس تحقیق میں حضرت سید علی بن عثمان ہجویریؒ کی ازدواجی زندگی سے متعلق موجود روایات، اقوال، اور اعتراضات کا تاریخی و تنقیدی جائزہ لیا گیا۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اگرچہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اور علمی شخصیت کو اسلامی تصوف میں نمایاں مقام حاصل ہے، تاہم ان کی عائلی زندگی پر مصادر و مراجع میں تفصیل سے گفتگو نہیں کی گئی۔ یہی خاموشی بعض ناقدین کی طرف سے شکوک و شبہات اور اعتراضات کی بنیاد بنی، جن میں ان کی ازدواجی حیثیت کو مشکوک یا غیر متوازن ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ کشف المحجوب جیسے بنیادی ماخذ میں اگرچہ ازدواجی زندگی کا براہِ راست ذکر کم ہے، مگر اس میں ایسے اشارات اور اصولی مباحث موجود ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے خانگی زندگی کو روحانیت سے متضاد نہیں سمجھا۔ ان کی تحریر میں ازدواج، معاشرت، اور انسانی فطرت کے تقاضوں پر فکری توازن نمایاں ہے۔ مزید برآں، بعض تاریخی کتب میں آپ کے شادی شدہ ہونے کے اشارات بھی ملتے ہیں، جنہیں جدید دور کے بعض مفروضوں کے تحت نظر انداز کر دیا گیا۔ اس تحقیق کے دوران سامنے آیا کہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی پر اعتراضات عموماً غیر مستند، مفروضاتی، اور غیر محقق بنیادوں پر کھڑے کیے گئے ہیں، جن میں جذباتی اندازِ بیان اور روایت سے ہٹ کر استدلال شامل ہے۔ تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ ان اعتراضات کا علمی تجزیہ نہ صرف ان کے ضعف کو آشکار کرتا ہے بلکہ اس امر کو بھی واضح کرتا ہے کہ اسلامی تصوف میں ازدواجی زندگی کوئی ممنوع یا روحانیت کے خلاف امر نہیں، بلکہ ایک فطری، متوازن اور مبارک عمل سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا، اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی کے بارے میں شکوک و اعتراضات علمی بنیادوں پر کمزور ہیں، اور ان کی سیرت کو مجموعی طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے پہلوؤں کو محض قیاسات پر نہیں بلکہ تحقیق و روایت کی بنیاد پر پرکھا جائے۔ اس طرح کے مطالعات نہ صرف شخصیات کی تطہیر کرتے ہیں بلکہ مسلم علمی و روحانی روایت کی گہرائی اور جامعیت کو بھی بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔

OPEN ACCESS

References / حوالہ جات

---

[1] ۔ ہجویری، علی بن عثمان، (س ن) کشف المحجوب (نسخہ تہران)، مقدمہ دروصف کتاب وترجمہ، سمن آباد لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ص ۳۱۶

[2] ۔ سیالوی، شمس الدین، (۱۴۱۹ء) مرآت العاشقین، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ص ۱۷۴

[3] ۔ بخاری، طاہر رضا، (۲۰۰۶ء) الفوز المطلوب فی مضامین کشف المحجوب، لاہور، محکمہ اوقاف پنجاب ص ۲۴۰

[4] ۔ ہجویری، علی بن عثمان، (س ن) کشف المحجوب (نسخہ تہران)، مقدمہ دروصف کتاب وترجمہ، سمن آباد لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ص ۳۱۴،۳۱۵

[5] ۔ ہجویری، علی بن عثمان، (س ن) کشف المحجوب (نسخہ تہران)، مقدمہ دروصف کتاب وترجمہ، سمن آباد لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ص ۳۱۹

[6] ۔ ابو نصر سراج، (۱۴۲۰ء) کتاب اللمع، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ص ۳۳۱،۳۲۰

[7] ۔ مکی، ابو طالب، (۱۴۳۴ء) قوت القلوب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص ۵۷۶،۵۷۵

[8] ۔ قادری، سید محمد احمد، (۲۰۱۲ء) کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب، لاہور، محکمہ اوقاف پنجاب، ص ۲۵

[9] ۔ ہاشمی، سید محمد متین، (۲۰۲۱ء) سید ہجویر، لاہور، محکمہ اوقاف پنجاب، ص ۱۲۸

[10] ۔ فوق، محمد دین، (۲۰۰۲ء) سوانح حیات علی ہجویری، لاہور محکمہ اوقاف پنجاب، ص ۲۵،۲۴

[11] ۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۳۱۸

[12] ۔ احمد بن حنبل، (۱۴۳۷ء) مسند امام احمد بن حنبل، قاہرہ، دار ابن جوزی، مرویات معاذ بن انس، ص ۲۳

[13] ۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۳۱۸

[14] ۔ دریابادی، عبدالماجد، (۱۹۴۷ء) تصوف اسلام، اعظم گڑھ، معارف اعظم گڑھ، ص ۴۷

[15] ۔ فوق، محمد دین، (۱۹۸۰ء) سوانح حیات حضرت علی بن عثمان ھجویری، لاہور، علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب، ص ۱۳

[16] ۔ القرآن، النور: ۲۶

[17] ۔ النسائی، احمد بن شعیب، (۱۴۳۲ء) سنن النسائی، لاہور، دارالسلام، رقم الحدیث: ۳۹۳۹

[18] ۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۳۱۷

CC BY